☆ پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت

حضرت لقمان حکیم: شخصیت و اقوال

لقمان حکیم زمانہ جاہلیت کی ایک برگزیدہ ہستی ہیں، جنہوں نے اپنی حکمت اور دانائی کی وجہ سے نمایاں مقام حاصل کیا۔

زمانہ جاہلیت کے مشہور شعراء مثلاً امراؤالقیس، لبید، اعشی، طرفہ وغیرہ کے کلام میں بھی ایک لقمان نامی شخص کا ذکر موجود ہے جس نے طویل عمر پائی۔ عموماً ان کی عمر سات گدھوں کی عمر کے برابر کہا گیا ہے علاوہ ازیں ان کی حکمت اور دانائی کا بھی بعض شعراء نے ذکر کیا ہے۔(۱)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوع اسلام کے وقت عربوں میں لقمان کی شخصیت دانائی اور حکمت کے حوالے سے جانی پہچانی تھی۔ ہجرت سے قبل مدینہ منورہ سے سوید بن صامت نامی ایک شخص مکہ مکرمہ حج بیت اللہ کے لیے آئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجیوں کے درمیان تبلیغ کرتے سنا تو عرض کیا کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں اسی طرح کی باتیں صحیفہ لقمان میں بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش پر سوید نے صحیفہ لقمان سے کچھ زریں باتیں سنائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اقوال کی تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس تو اس سے بھی بہتر کلام ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کا کچھ حصہ اسے سنایا، سوید اس کلام سے بے حد متاثر ہوا اور کہا کہ واقعی یہ تو صحیفہ لقمان سے بھی بہتر ہے۔(۲)

اللہ کریم نے لقمان حکیم کی بعض نصائح کا قرآن کریم میں (۳) ذکر فرما کر ان کو حیات جاوداں عطا کی اور پوری ایک سورۃ کو بھی ان کے نام سے منسوب کیا(۴)

☆ ڈین کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ، جامعہ پنجاب۔

عربوں میں قدیم ایام سے لقمان ایک معروف شخصیت ہونے اور ان کے صحیفہ کی موجودگی کے باوجود ان کا نسب معروف نہیں۔ اغلباً قرآن حکیم کے اس اعزاز وتکریم کے بعد مسلمان اہل علم نے ان کے نسب کی طرف توجہ دی تاکہ یہ جانا جاسکے کہ کونسے لقمان، لقمان حکیم ہیں۔

میسر قدیم مصادر کا جائزہ لینے کے بعد لقمان نامی شخصیات کے تین نسب نامے سامنے آسکے۔

۱۔ عبید بن شریہ م ۶۳ھ جو قدیم بادشاہوں کی تاریخ اور قصے کہانیوں کے لیے مشہور تھے انہوں نے ان کا نسب نامہ یہ تحریر کیا ہے۔

لقمان بن عاد (۵)

ابن ہشام نے اپنی کتاب التیجان میں اس کے آگے اضافہ کرتے ہوئے لکھا:

لقمان بن عاد بن الملطاط بن السکسک بن وائل بن حمیر (۶)

بعد میں آنے والے علماء میں سے ابن الجوزی م ۵۹۷ھ (۷) اور ابن الاثیر نے (۸) بھی اسی کو اپنی کتابوں میں بیان کیا۔

۲۔ مشہور مورخ مسعودی م ۳۴۶ھ لقمان حکیم کا نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لقمان الحکیم وھو لقمان بن عنقاء بن مربد بن صاودون (۹)

ابن کثیر نے اپنی مشہور تفسیر میں اسی نسب نامے کو تھوڑے اختلاف کے ساتھ بیان کیا (۱۰)

۳۔ زمخشری م ۵۳۸ھ (۱۱) اور قاضی بیضاوی م ۸۸۵ھ (۱۲) نے اپنی تفاسیر میں لقمان حکیم کا نسب یہ لکھا: لقمان بن باعوراء من اولاد آزر

لقمان الحکیم کی شخصی زندگی کے بارے میں بعض مولفین نے لکھا ہے کہ وہ شادی شدہ تھے ان کی بیوی اور بیٹا کافر تھے جو بعد میں اسلام لے آئے (۱۳)

لقمان حکیم کے بارے میں یہ بحث بھی چلی کہ وہ آزاد تھے یا غلام، طبری، مسعودی، زمخشری، ابن کثیر وغیرھم نے انہیں حبشی غلام کہا ہے جن کے ہونٹ موٹے، پستہ قد بھاری بدن والے تھے۔ (۱۴)

عبید بن شریہ اور ابن ہشام، نے ایک مردآزاد عاد ثانیہ کا ایک نیک دل بادشاہ کہا ہے جسے تین/ سات گدھوں کے برابر عمر عطا ہوئی۔(۱۵)

ان کے تذکرہ نگاروں میں ایک یہ بھی بحث ہے کہ آیا وہ نبی تھے یا مرددانا۔لقمان حکیم کے اکثر تذکرہ نگاران کو حکیم ودانا اور مردصالح قرار دیتے ہیں۔(۱۶) کہا گیا ہے کہ انکو نبوت اور حکمت میں اختیار دیا گیا۔تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے گذارش کی کہ اگر اس میں اختیار کی بات ہے تو وہ حکمت پسند کریں گے سو اللہ تعالی نے انہیں حکمت سے نوازا۔(۱۷)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بنواسرائیل میں فتوی دیا کرتے تھے پھر جب داؤد علیہ السلام کو پیغمبری ملی تو فتوی دینا موقوف کر دیا۔لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب پیغمبر کے ذریعے کفایت فرمائی تو مجھے اس پر اکتفا کر لینا چاہیۓ۔یہ بھی بیان ہوا ہے کہ داؤد علیہ السلام لقمان پر رشک کیا کرتے تھے کہ بوجہ عطائے حکمت بہت سی آزمائشوں سے بچ گئے جبکہ بوجہ عطائے حکومت وہ اس میں مبتلا ہوئے (۱۷الف)

ان کے پیشے کے بارے میں مندرجہ ذیل اقوال ملتے ہیں:

الف۔ بڑھئی تھے۔(۱۸)

ب۔ چرواہے تھے۔(۱۹)

ج۔ درزی تھے۔(۲۰)

د۔ بنواسرائیل کے قاضی تھے۔(۲۱)

حضرت لقمان کو حضرت ایوب کا بھانجہ کہا گیا ہے اور خالہ زاد بھائی بھی۔(۲۲) کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت ایوب سے علم سیکھا اور داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا، بنی اسرائیل میں قاضی رہے۔(۲۳)

لقمان حکیم کے تذکرہ نگاروں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ابن ہشام کی روایت کے مطابق وہ عربی النسل تھے اور عاد ثانیہ کے نیک طبیعت بادشاہ تھے۔(۲۴) برصغیر کے مشہور محقق و سیرت نگار بعض شواہد کی بنا پر ابن ہشام کی رائے کی تائید کرتے ہیں(۲۵) اور یہی رائے ان کے بعد

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے اپنی کتاب قصص القرآن میں اختیار کی ہے۔(۲۶)

طبری، زمخشری، ابن کثیر کی بیان کردہ روایات کے مطابق وہ افریقی الاصل غلام تھے۔(۲۷) زمخشری نے مشہور تابعی سعید بن المسیب کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ امین، حق گو اور مصنف مزاج ہونے کی بنا پر حکمت عطا ہوئی۔(۲۸) ان کے حکیمانہ اقوال وامثال کے عرب میں مشہور ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ اصلاً نوبی تھے مگر مدین اور ایلہ کے باشندے ہونے کی وجہ سے زبان عربی تھی۔(۲۹)

اس وقت ہمارے سامنے سب سے زیادہ غور طلب پہلو یہ ہے کہ قرآن حکیم میں مذکور لقمان حکیم، کتاب التیجان اور اخبار عبید میں مذکور لقمان بن عاد ہیں یا لقمان حکیم کوئی اور ہیں؟ کتاب التیجان میں مذکور روایت وھب بن منبہ کی طرف منسوب ہے۔جس میں کہا گیا ہے کہ شداد بن عاد کی وفات کے بعد لقمان بن عاد کو حکومت ملی۔لقمان کو سو آدمیوں کے برابر حاسہ ادراک عطا ہوا تھا اور اپنے زمانے میں سب سے زیادہ طویل القامت شخص تھے۔(۳۰)

مختلف مصادر میں یہ روایت بھی بیان ہوئی ہے کہ جب بنو عاد کئی برس قحط میں مبتلا رہے تو ان کا ایک وفد جس میں لقمان بن عاد بھی تھے مکہ مکرمہ بارش کی دعا کے لیے گیا۔یہ وفد بشمول لقمان بن عاد جب مکہ آیا اور اپنے ننھیال میں مہمان ہوا تو تقریباً ایک ماہ تک مہمان نوازی کے مزے لوٹتے رہا اور جس مقصد کے لیے وہ مکہ آیا تھا اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔میزبان جب ان کے طویل قیام سے پریشان ہو گیا تو کسی بہانے سے ان کو مکہ آنے کا مقصد یاد دلایا تو وفد خانہ کعبہ دعا کے لیے گیا اور پھر اس موقعہ پر لقمان اور وفد کا ایک اور ساتھی جس کا نام ابوسعید بیان کیا گیا وہ پیچھے رہ گئے۔ جب وفد دعا مانگ کر واپس آ گیا تو یہ دونوں یعنی ابوسعید اور لقمان خانہ کعبہ گئے۔ابوسعید کے بارے میں ہے کہ اس نے گڑگڑا کر رب کے حضور نیکی وتقوی کے عطا کئے جانے کی درخواست کی جبکہ لقمان نے کہا کہ اے رب میں تو اپنے لیے تیرے حضور کچھ مانگنے آیا ہوں سو میری درخواست قبول کر۔جب آسمان سے آواز آئی کہ اپنی مراد مانگ تو اس نے عمر مانگی سو اس کی خواہش کے مطابق طویل عمر دیدی گئی۔(۳۱)

طویل عمر کے لیے ان کی اشتیاق کا اندازہ کتاب التیجان کی اس روایت سے بھی ہوتا ہے

جس میں کہا گیا ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد طویل عمر کی دعاء کیا کرتے تھے۔(۳۲)

بعض روایات میں یہ بھی بیان ہوا کہ لقمان کی بیویاں ان سے بے وفائی کرتیں سوانہوں نے بیویوں کو اس جرم کی پاداش میں قتل کر دیا ازاں بعد بے گناہ بیٹی صحر کے قتل کے بھی مرتکب ہوتے اسلئے کہ وہ بھی عورت تھی۔(۳۳)

ابن ہشام نے اپنی کتاب التیجان میں وھب بن منبہ کی طرف منسوب یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ لقمان بن عاد بادشاہ حمیر اپنی نیکی اور بھلائی کے لیے مشہور تھا اور لوگوں کو اسلام و ایمان کی طرف بلاتا تھا(۳۴)

کتب امثال میں لقمان بن عاد کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کی شخصیت بعض معاملات میں بطور ضرب المثل بیان کی جاتی تھی۔مثلاً

☆ طویل عمر کے لیے (معمرین میں سے تھے:۳۵)

☆ پیٹو (بہت زیادہ کھانے والا:۳۶)

☆ جھوٹ موٹ بڑے بڑے دعوی وغیرہ کرنے والا (۳۷)

ان حاصل شدہ معلومات کی روشنی میں کسی قول کو ترجیح دینے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ لقمان حکیم کے بارے میں مستشرقین (Orientalists) کی آراء کو بھی قاری کے سامنے رکھا جائے۔

یہود و نصاری کی قدیم مذہبی اور سیاسی کتابوں کا سرسری جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان کتابوں میں ان کا کوئی ذکر نہیں۔جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا تعلق یہود و نصاری سے نہیں۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بی ہیلر (B.Heller) نے اپنے مقالہ لقمان میں انہیں ایک افسانوی اور خیالی شخصیت قرار دیا ہے۔(۳۸)

بعض علمائے یورپ ایک یونانی حکیم Aesop (۶۱۹۔۵۶۴ م) اور لقمان کو ایک قرار دیتے

ہیں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کی طرف جو تمثیلات واقوال منسوب ہیں وہ کسی حد تک ملتے جلتے ہیں۔(۳۹)

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ عہد نامہ قدیم (تورات) میں مذکور بلعام (Balaam) سے مراد لقمان ہیں۔ان کا یہ خیال کہ عبرانی لفظ بلع اور عربی کا لقم (نگلنا، کھانا) دونوں کے معنی ایک ہی ہیں لہٰذا لقمان سے مراد بلعام ہیں۔(۴۰)

بعض نے ان کو اقوال کی مناسبت اور یکسانیت کی وجہ سے Ahikar جو اپنے وقت کے ایک عقلمند انسان سمجھے جاتے تھے ان کی باقیات میں شمار کیا ہے۔(۴۱)

امثال لقمان حکیم کے نام سے Charles Schier نے 1839ء میں Leipsic سے ایک کتابچہ مع فرانسیسی ترجمہ شائع کیا ہے۔یہ امثال تعداد میں اکتالیس ہیں۔

مختلف مصادر سے جو معلومات جمع ہو سکی ہیں ان کی روشنی میں میری ترجیحات درج ذیل ہیں:

مختلف مصادر میں مذکور لقمان بن عاد اور قرآن حکیم میں وارد لقمان حکیم دو علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔ترجیح کے اسباب درج ذیل ہیں:

کتاب التیجان میں ایک عادل اور نیک بادشاہ لقمان بن عاد کا ذکر ہے لیکن اسی کتاب اور اخبار عبید بن شریہ میں لقمان بن عاد نامی شخص کی طرف جو دیگر باتیں منسوب کی گئی ہیں مثلاً طویل عمر کی خواہش، قوم عاد پر نازل قحط کو دور کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کا سفر اختیار کرنا اور پھر وہاں اس مقصد کو پس پشت ڈال کر ننھیال میں ضیافت کے مزہ میں گم ہو جانا۔ازاں بعد خانہ کعبہ جا کر یہ کہنا کہ میں اپنی ذات کے لیے تیرے حضور عمر کی درخواست لیکر آیا ہوں۔بیویوں کو خیانت کے جرم میں قتل کرنا اور پھر اپنی بیٹی کو بھی اس جرم کی پاداش میں قتل کر دینا کہ تو بھی عورت ہے۔(۴۲) ایک نیک سیرت انسان کے شایان شان نہیں۔

علاوہ ازیں کتب امثال میں ان کی شخصیت جن حوالوں سے مشہور بیان کی گئی ہے وہ بھی

ایک مرددانا کی صفات نہیں ہوسکتیں جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے کہ وہ عربی النسل تھے یا افریقی النسل آزاد تھے یا غلام، اللہ کریم نے اپنی رحمتوں اور انعامات کی عطا میں کسی قسم کی تخصیص نہیں کی اور حسب و نسب، جنس، آزادی و غلامی وغیرہ کو بنیاد نہیں بنایا اس کے ہاں انعامات و اکرام کے استحقاق کی بنیاد صرف اور صرف تقوی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔(۴۳)

ان کے بارے میں یہ روایت زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ وہ حبشی غلام تھے جسے آقا نے ان کی حکمت و دانائی کی بنیاد پر آزادی ایسی نعمت سے نوازا۔اس کی تائید مندرجہ ذیل روایات سے بھی ہوتی ہے (اسناد کی کمزوری کی بنیاد پر بعض لوگ ان روایات کو درست تسلیم نہیں کرتے) سعید بن المسیب کی طرف یہ روایت منسوب کی گئی ہے کہ ان کے پاس ایک حبشی آیا جو اپنی رنگت کی وجہ سے رنجیدہ تھا۔سعید نے کہا کہ غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔سوڈانیوں میں تین آدمی بہترین ہوئے ہیں: لقمان الحکیم، حضرت بلال، اور حضرت عمرؓ کے غلام مھجع (۴۴) ابن عباسؓ نے ایک روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین حبشی اہل جنت میں سے ہیں: لقمان، نجاشیؓ اور بلالؓ (۴۵)۔

خالد الربعی کی روایت ہے کہ لقمان حبشی غلام تھے۔ایک دن ان کے مالک نے ان سے بکری ذبح کرنے اور اس کے دو بہترین حصے لانے کو کہا۔لقمان نے بکری ذبح کر کے زبان و دل آقا کو پیش کیے۔مالک نے پوچھا کہ آیا اس سے بہتر کوئی اور حصہ نہیں۔اس پر لقمان نے نفی میں جواب دیا۔ ایک دن مالک نے لقمان کو بکری ذبح کر کے اس کے سب سے برے حصے پیش کرنے کو کہا تو اس بار بھی لقمان نے دل اور زبان پیش کر دیئے۔مالک بولا کہ میں نے تمہیں بکری کا بہترین حصہ لانے کو کہا تو تم نے زبان اور دل پیش کر دیا اور آج جب کہ بکری کا سب سے برا حصہ لانے کو کہا تو تب بھی تم نے یہی دو چیزیں پیش کر دیں۔اس پر لقمان نے جواب دیا کہ اگر یہ دو چیزیں اچھی ہوں تو ان سے بہتر کوئی شئے نہیں اور جب یہ دو بری ہوں تو اس سے بدتر کوئی اور چیز نہیں۔(۴۶)

ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص کا گذر لقمان کے پاس سے ہوا۔لوگ ان کے پاس جھمگٹا لگائے ہوئے تھے۔اس شخص نے لقمان سے کہا کیا تم وہی سیاہ فام چرواہے نہیں جو فلاں جگہ جانور چرایا

کرتا تھا۔لقمان نے اثبات میں جواب دیا۔وہ شخص بولا کہ تم کس طرح اس (بلند) مقام تک پہنچے؟ لقمان نے جواب دیا سچ بولنے امانت ادا کرنے اور غیر ضروری امور کو ترک کرنے کی بدولت۔(۴۷)

یہ چند واقعات اس امر کی زیادہ تائید کرتے ہیں کہ وہ محض اپنی نیک خصال اور اعمال کی بدولت اللہ کے محبوب بندے قرار پائے تا آنکہ وہ قرآن حکیم کا موضوع قرار پائے۔

جہاں تک یونانی حکیم Aesop کا تعلق ہے وہ ایک نیم تخیلاتی شخصیت ہیں ان کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا آف بریٹینکا کا مقالہ نگار کہتا ہے:

The obscurity in which the hisotry of Aesop is involved has induced some scholars to deny his existence altogether(48)

اس مقالہ نگار نے ان کی طرف منسوب تمثیلات و حکایات کو بعد کے دور کی تخلیق کہا ہے۔ Aesop پر انسائیکلو پیڈیا آف امیریکانا کا مقالہ نگار بھی کچھ اسی طرح کے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے:

The ancient life of Aesop which has come down in sculara1 several versions, thought interesting in itself, is of no historical value..........(49)

لہذا لقمان اور Aesop نہ ایک شخصیت کے دو نام ہو سکتے ہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ ہم لقمان کو عربوں کا Aesop قرار دیں۔کیونکہ Aesop کی شخصیت کے متعلق شکوک وشبھات کا اظہار خود مستشرقین نے کیا ہے۔

یہ کہنا کہ تورات میں مذکور بلعام Balam اور لقمان ایک ہی شخصیت ہیں اس کی حقیقت بھی ہم مستشرقین کی تحریروں کی روشنی میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

In the New Testament Balam is cited as a type of avarice the Talmud represent him as a typical sinner, and there are the usual worthless Rebbanical fables, e.g. that he was blind of one eye..........(50)

درج ذیل بالا بیانات سے معلوم ہوا کہ عہد نامہ جدید اور قدیم دونوں میں بلعام کی شخصیت کو ناپسندیدہ صفات کا حامل کہا گیا ہے لہذا لقمان اور بلعام کی معنوی مماثلت دونوں کو ایک شخص قرار دینے کے لیے ناکافی ہے۔ علاوہ ازیں لقمان کی صفات حمیدہ اور مکارم اعمال و عقائد کی خود قرآن نے شہادت دی ہے۔

Charles Schier کے شائع کردہ امثال لقمان حکیم اور اس کا فرانسیسی میں ترجمہ بعنوان Fables Lokman Suranomme Le Sage جعلی ہے۔ اس کتابچہ میں مذکور امثال کی عربی ناقص ہے علاوہ ازیں اس میں بیان کردہ اکتالیس (41) امثال و نصائح مختلف جانوروں کی زبانی بیان کی گئی ہیں۔ لقمان کے کسی بھی تذکرہ نگار نے اس بات کی طرف اشارہ نہیں کیا کہ امثال و نصائح میں ان کا یہ انداز تھا نیز ان کی طرف منسوب روایات و نصائح جو مختلف کتب میں موجود ہیں وہ بھی اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ لقمان کا انداز بیان یہ نہ تھا۔ غالباً یہ وہی مجموعہ ہے جو J.Derenourg نے 1299ء میں شائع کیا۔ آخر الذکر کے بارے میں قطعی بات کہنی مشکل ہے۔

لقمان حکیم کے بارے میں قرآن نے یہ بات بڑے واضح طور پر بیان کی کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو وہ نصائح اور حکمت کی باتیں تلقین کیں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو بڑی عمدگی کے ساتھ سموئے ہوئی ہیں اور جن کی ادائیگی ہی انسان کی دارین میں فلاح کی ضامن ہے۔ آئندہ صفحات میں بیان کردہ نصائح کے بارے میں یہ بات ہی قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ یہ زبانی روایت کے ذریعے نسل در نسل ہوتی ہوئی مسلمان اہل علم تک پہنچیں۔ (۵۱)

وھب بن منبہ (تابعی) کا قول ہے کہ انہوں نے لقمان حکیم کی حکمت کے دس ہزار سے زائد ابواب پڑھے تھے۔ (۵۲)

مقالہ کے آغاز میں یہ بات ذکر ہوئی کہ مدینہ منورہ کے ایک شہری سوید بن صامت کے پاس بھی صحیفہ/مجلّہ لقمان موجود تھا جو حکیمانہ باتوں پر مشتمل تھا۔ (۵۳)

صحابہ کرام اور تابعین کی روایات میں لقمان حکیم کا ذکر موجود ہے اور ان کے بارے میں

بعض رویات بیان ہوئی ہیں۔

وھب بن منبہ کہتے ہیں کہ لقمان کا سا کلام میں نے نہیں سنا۔ چھان بین کرنے پر یہ بات میرے سامنے آئی کہ لوگوں نے ان کے کلام کو اپنے کلام کا حصہ بنا لیا ہے اور وہ ان کے عمدہ اور خوبصورت کلام سے اپنی تقریروں تحریروں اور خطبوں میں استفادہ کرتے ہیں۔(۵۴)

اقوال زریں

پیارے بیٹے! حکمت ودانائی ایسی چیز ہے جس نے مساکین کو تخت شاہی پر بٹھایا۔

اے بیٹے! جب کسی مجلس مین جاؤ تو سب سے پہلے سلام کر پھر ایک کونے میں خاموشی سے بیٹھ جا۔ اہل مجلس جب تک گفتگو نہ کریں تم بات نہ کرنا۔ سو اگر وہ ذکر الٰہی مین مصروف ہو جائیں تو تم بھی ان کے ساتھ اپنا حصہ حاصل کیجیو اور اگر وہ کسی اور بات کو شروع کر دیں تو وہاں سے نکل کر کسی دوسری (ذکر کی) مجلس میں چلے جانا۔

اے بیٹے! جو شخص اللہ تعالی کے پاس کوئی چیز امانت رکھتا ہے تو اللہ تعالی اس کی حفاظت فرماتے ہیں (یعنی انسان اپنے ایمان کو اللہ کے پاس ودیعت رکھے)

اے پیارے بیٹے! اللہ تعالی سے تقوی اختیار کر اور اس میں ریاء کا پہلو نہ ہو کہ اس وجہ سے لوگ تیری عزت کریں اور تیرا دل حقیقتاً گنہگار رہو اور تقوی سے خالی ہو۔

اے بیٹے! جاہل سے دوستی نہ کر وہ یہ سمجھنے لگے کہ تجھے اس کی احمقانہ و جاہلانہ باتیں پسند ہیں اور دانا انسان کی ناراضگی کو معمولی نہ سمجھ کہ کہیں وہ تجھ سے جدائی کا راستہ اختیار کر لے۔

اے بیٹے! عقلمند کی بات کو اللہ کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالی اگر کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو دانا آدمی بولتا ہے۔

اے بیٹے! خاموشی میں کبھی ندامت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اگر گفتگو چاندی ہے تو خاموشی سونا ہے۔

اے بیٹے! ہمیشہ برائی سے دور رہ تو برائی تجھ سے دور رہیگی اس لیے کہ برائی سے برائی پیدا ہوتی ہے۔

اے بیٹے! غیظ وغضب سے بچ کہ غصہ کی شدت دانا کے دل کو مردہ کر دیتی ہے۔

اے بیٹے! خوش کلامی اختیار کر اور خندہ پیشانی سے پیش آ ؤ تو تم لوگوں کے نظروں میں اس شخص سے بھی زیادہ پسندیدہ ہو جاؤ گے جو ہر وقت ان کو انعام واکرام سے نوازتا رہتا ہو۔

اے بیٹے! نرم خوئی دانائی کی جڑ ہے۔

اے بیٹے! جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔

اے بیٹے! اپنے اور اپنے والد کے دوست کو عزیز رکھ۔

اے بیٹے! تیرے دسترخوان پر ہمیشہ نیک لوگوں کا اجتماع رہے تو بہتر ہے۔

اے بیٹے! مشورہ ہمیشہ علماء حق ہی سے لینا۔

اے بیٹے! تم رحم کرو تم پر رحم کیا جائیگا۔

سفیان ثوری سے بیان کیا گیا ہے کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا دنیا گہرا سمندر ہے جس میں لوگوں کی کثیر تعداد غرق ہو چکی ہے لیکن تو دنیا میں اپنی کشتی اللہ کے تقویٰ کو بنا لے اور اسے ایمان سے بھر لے اور اللہ پر توکل کو اس کے پتوار (چپو) بنا لے تو شاید تجھے نجات حاصل ہو جائے ورنہ میں نہیں سمجھتا کہ تجھے نجات حاصل ہوگی۔

اے بیٹے! دنیا سے کم لے اور اس میں اتنا گم نہ ہو جا جو آخرت کے لیے نقصان دہ ہو اور نہ تو اسے بالکل ہی ترک کر کہ لوگوں کے لیے بوجھ بن جا۔ اپنی خواہشات کو توڑنے کے لیے روزہ رکھ لیکن ایسا روزہ نہ رکھ جو تجھے ادائیگی نماز سے قاصر کر دے۔ کیونکہ نماز کا درجہ روزہ سے بڑھ کر ہے (غالباً نفلی روزے مراد ہیں) اے بیٹے جو جھوٹی شہرت کا طالب ہوتا ہے وہ مذاق کا نشانہ بنتا ہے۔ اور جس کے معاملات برے ہوں اس پر تہمت لگتی ہے۔ اور جو اپنی زبان پر قابو نہ رکھے وہ نادم ہوتا ہے۔

اے بیٹے! نیکوکاروں کا خادم بن جا لیکن شریروں کا دوست نہ بن۔

اے بیٹے !امانت دار بن جا غنی ہو جائیگا۔

اے بیٹے !اہل علم کی مجلس کو اپنے لیے لازم کر لے اور تو ان کے ساتھ وابستہ ہو جا۔تو ان سے بحث ومباحثہ نہ کرو گرنہ وہ تجھے علم کے حصول سے محروم رکھیں گے۔مجلس علمی ختم ہونے پر سوال کر اور سوال میں نرمی اختیار کر اور تو اہل علم کو پریشان نہ کر کہ کہیں وہ تجھے رنجیدہ نہ بنا دیں (علم سے محروم کر کے)

اے بیٹے !لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے وقت اپنے آپ کو نہ بھلا دینا۔اگر تو نے ایسا کیا تو تیری مثال اس چراغ کی سی ہوگی جو لوگوں کو تو روشنی فراہم کرتا ہے اور خود جلتا ہے۔چھوٹے کاموں کو حقیر نہ سمجھ کیونکہ چھوٹے (نیک) کام ہی بڑے (نیک) کام کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

اے بیٹے ! جھوٹ سے اجتناب کر کہ اس سے دین میں فساد پیدا ہوتا ہے اور لوگوں کے نزدیک تیرا ادب ولحاظ کم ہو جاتا ہے علاوہ ازیں جھوٹ تیری حیاء،عزت وشرافت اور سچائی کی چمک کو ختم کر دیتا اور تجھے ذلیل کر دیتا ہے۔لہذا جب تو لوگوں سے بات کرتا ہے تو نہ اسے وہ سنتے ہیں اور نہ ہی اسے سچا سمجھتے ہیں۔ بیٹے ایسی زندگی کا کوئی مزہ نہیں۔

اے بیٹے !اگر تو بچپن میں ادب سیکھے گا تو بڑے ہو کر تجھے اس کا فائدہ ہوگا۔

اے بیٹے !بد خلقی ،بے صبری اور اکتاہٹ سے بچ کہ ان خصلتوں کے ساتھ تیرے ساتھ کوئی چلنے کو آمادہ نہ ہوگا اور لوگ تجھ سے پہلو تہی کرینگے۔

اے بیٹے !معاملات میں اپنے لیے شفقت کے رویے کو لازم کر لے اور حالات کی نامساعدگی (خرابی) پر صبر کر،لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آ کہ حسن خلق اور چہرہ کی بشاشت اور کشادگی نیک لوگوں کے نزدیک پسندیدہ ہے جبکہ فاسق وفاجر آدمی اس سے دور بھاگتا ہے۔

اے بیٹے !تو اپنے نفس کو رنج وغم میں مبتلا نہ کر اور تیرا دل اس سے معلق ہو کر نہ رہ جائے۔ لالچ وطمع سے بچ ،قضاء وقدر پر راضی ہو جا۔اس طرح تیری زندگی صاف وستھری رہیگی اور تیرا نفس بھی خوشی محسوس کرے گا اور زندگی سے لطف اندوز ہو سکے گا۔

اے بیٹے ! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ دنیا کی دولت تیرے لیے جمع ہو جائے تو تجھے لوگوں سے اپنی امیدیں ختم کر دینی چاہئیں۔ انبیاء وصدیقین امیدیں منقطع کر کے ہی اعلیٰ مقام تک پہنچے۔

اے بیٹے ! دنیا کی زندگی مختصر ہے اور تیری عمر تو مختصر تر لہذا تیرے لیے تو بہت ہی کم باقی رہا۔

اے بیٹے ! نیکی اس سے کر جو نیکی کا اہل ہو اور تو ایسے شخص سے نیکی نہ کر جو اس کا اہل نہیں وگرنہ تو دنیا میں نقصان اٹھائے گا اور آخرت میں ثواب سے محروم ہو جائیگا۔

اے بیٹے ! میانہ روی (درمیانہ راستہ) اختیار کر اور فضول خرچ نہ بن اور نہ ہی مال کو روک کر (جمع کر کے) کنجوس بن اور نہ ہی اتنا دے کہ فضول خرچی کی حد تک پہنچ جائے۔

اے بیٹے ! دانائی کا راستہ اختیار کر تجھے عزت حاصل ہوگی۔ تو اس کی قدر دانی کرے گا تو وہ تیری قدر دانی کا موجب ہوگی۔

حکمت کے اخلاق کا سردار اللہ کا دین ہے۔

اے بیٹے ! حاسد کی تین نشانیاں ہیں جب ساتھی موجود نہ ہو تو غیبت کرتا ہے اور موجودگی میں چاپلوسی (خوشامد) اور اس کی مصیبت پر خوش ہوتا ہے۔

زبان اور دل سے زیادہ کوئی چیز پاکیزہ نہیں اور ان دونوں سے زیادہ بری چیز بھی کوئی نہیں

کسی نے لقمان سے دریافت کیا کہ سب سے بڑا عالم کون ہوتا ہے؟ جواب دیا جو دوسروں کی علم کے ذریعے اپنے علم میں اضافہ کرتا ہے۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ صابر کون ہوتا ہے۔ کہا کہ جس صبر کے پیچھے ایذاء نہ ہو۔ پھر اس نے سوال کیا کہ سب سے بہتر آدمی کون ہوسکتا ہے؟ فرمایا، غنی۔ سائل نے وضاحت طلب کی کہ آیا غنی سے مال دار آدمی مراد ہے؟ جواب دیا نہیں بلکہ غنی وہ ہے جو اپنے اندر خیر کو تلاش کرے تو موجود پائے ورنہ خود کو دوسروں سے بے نیاز کر لے (یعنی الگ ہو جائے)

اے بیٹے ! تیرا اللہ سے خوف کھانا لوگوں کو دکھانے کے لیے نہ ہو جبکہ تو اندر سے فاسق ہو۔

اے بیٹے ! سفر میں اپنی سواری پر اعتماد نہ کر، جب منزل قریب آ جائے تو اپنی سواری سے اتر

جا۔شب کے آغاز میں سفر نہ کر۔سفر میں اپنے ساتھ اپنی تلوار، جوتی، عمامہ، کپڑے، پانی سوئی دھاگہ اور چھینی وغیرہ رکھ۔اپنے ہمسفر کا ہمدم اور ساتھی بن جا سوائے اس صورت کے کہ جب وہ کوئی گناہ کا کام کرے۔

اے بیٹے! طمع، بدخلقی اور لوگوں سے ضرورت پورا کرنے کی کثرت احمق ہونے کی علامتوں میں سے ہے۔

اے بیٹے! جو تیری معذرت قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تو اس کے پاس معذرت نہ کر اور جو تیری ضرورتوں کی تکمیل پسند نہیں کرتا اس سے مدد طلب نہ کر۔

اے بیٹے! جو لوگوں کی تکالیف برداشت کرنے میں صبر و ثبات کا مظاہرہ کرے وہ ان کی سرداری حاصل کر لیتا ہے۔

اے بیٹے! مروت اور ادب کے اعتبار سے بہترین شخص وہ ہے کہ جب اسے کوئی ضرورت پڑے تو وہ لوگوں سے دور رہے اور جب لوگوں کو اس کی ضرورت پڑے تو وہ ان کے قریب ہو۔

اے بیٹے! جب بادشاہ کے سامنے کوئی ضرورت پیش کرنے کا موقعہ آئے تو اس ضرورت کے پوری کروانے پر اصرار نہ کر نیز اس کے سامنے اپنی غرض اور حاجت اس وقت بیان کر جب وہ خوش ہو۔

اے بیٹے! جو تجھے دھوکہ دے اس سے مدد طلب نہ کر۔

اے بیٹے! کمینے آدمی سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کر کیونکہ اگر اس نے تیری مطالبہ کو رد کر دیا تو یہ تیرے لیے عیب ہوگا اور اگر اس نے ضرورت پوری کر دی تو وہ تجھ پر احسان جتائے گا۔

اے بیٹے! مومن باتیں کم کرتا ہے اور عمل زیادہ جب کہ منافق کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

اے بیٹے! خاموشی معاملات کو سمجھنے میں معاون، عالم کے دیندار ہونے کی علامت اور جاہل کی پردہ پوشی کرنے والی ہوتی ہے۔

اے بیٹے! جو شخص کسی ایسے آدمی سے گفتگو کرے جو اس کی بات سننا ہی نہ پسند کرتا ہو تو اس شخص کی مثال اس آدمی کی مانند ہے۔ جو اہل قبور کو کھانا پیش کرے۔

اے بیٹے! حکمت اور دانائی کی بات احمقوں سے نہ کر کہ وہ تیری بات کو جھوٹا سمجھیں اور عقلمندوں کے پاس فضول اور لایعنی گفتگو نہ کر کہ وہ کہیں تجھ سے ناراض نہ ہو جائیں۔

اے بیٹے! اپنے دشمن سے بچ کر رہ اور اپنے دوست کے بارے میں احتیاط برت۔

اے بیٹے! تین لوگ ایسے ہیں جن کو عامتہ الناس بغیر کسی گناہ کے مرتکب ہونے کے باوجود پسند نہیں کرتے اور وہ لالچی، متکبر اور بہت زیادہ کھانے والا ہے۔

اے بیٹے! بیماری سے پہلے طبیب سے مشورہ کر

اے بیٹے! جب تم کسی شخص پر کوئی احسان (نیکی) کرو تو اسے بھول جاؤ

خاموشی میں حکمت ہے لیکن کم ہی لوگ خاموش رہتے ہیں۔

اے بیٹے! دانا آدمی اپنی دانائی و حکمت کی وجہ سے ہدایات سے بے نیاز ہوتا ہے۔

ہر شخص اپنے معاملات کو بہتر جانتا ہے۔

جو بھلائی کرے گا وہ بھلائی پائے گا۔

لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے میں نے لوہا اور پتھر سب اٹھائے ہیں لیکن قرض سے زیادہ بوجھل کوئی چیز نہیں اٹھائی۔ میں نے پاکیزہ چیزیں کھائی ہیں اور اچھے حالات بھی دیکھے ہیں لیکن عافیت (آزمائش سے دوری) سے زیادہ لذیز کوئی چیز نہیں پائی اور لوگوں کی طرف اپنی ضرورتیں لے جانے سے زیادہ تلخ کسی چیز کو نہیں پایا۔

اے بیٹے! جو یہ کہتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے کہ برائی، برائی کو ختم کرتی ہے۔ اگر وہ اپنی اس قول میں سچا ہے تو وہ دو مقامات پر آگ جلا کر دیکھے کہ آیا ایک جگہ کی آگ دوسری جگہ لگی آگ کو بجھانے میں کسی قسم کی مدد کرتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خیر اور بھلائی ہی برائی کو ختم کر سکتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح پانی سے آگ بجھ جاتی ہے۔

اے بیٹے! تو نہ اتنا شیریں بن کہ نگل لیا جائے اور نہ ہی اتنا تلخ کہ تھوک دیا جائے۔

جو شخص اپنی ذات سے زیادہ دوسروں کا خیال رکھتا اور اس کی ساتھ انصاف کا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی اطاعت میں جھک جانا معصیت میں اکڑنے اور قوت کا مظاہرہ کرنے سے زیادہ مناسب ہے۔

اے بیٹے! اگر تو کسی کو دوست بنانا چاہتا ہے تو دوست بنانے سے قبل اسے غصہ دلا اور اگر وہ غصہ میں اعتدال کا رویہ اختیار کرے تو پھر اسے دوست بنا ورنہ دوستی سے گریز کر۔ (۵۵)

حواشی

۱۔ ابن ہشام، م۲۱۳ھ کتاب التیجان فی ملوک حمیر، ۷۶، ۷۷

۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۲/ ۶۷، ۶۸

۳۔ القرآن، لقمان/ ۱۲۔۱۹

۴۔ دیکھیے سورۃ لقمان سورۃ نمبر ۳۱۔

۵۔ اخبار عبید بن شریۃ، ۳۲۵۔

۶۔ کتاب التیجان، ۶۹، ۷۰۔

۷۔ ابن الجوزی، المنتظم، ۱/ ۱۴۴ نیز دیکھیے تفسیر ماجدی، ۲/ ۸۲۸

۸۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ۔

۹۔ مسعودی، مروج الذھب، ۱/ ۵۷: سید امیر علی، مواہب الرحمٰن، پارہ ۲۲ صفحہ ۵۹۔

۱۰۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳/ ۴۲۸۔

۱۱۔ زمخشری، الکشاف، ۳/ ۲۳۱۔

۱۲۔ بیضاوی، انوار التنزیل، ۲/ ۱۲۱۔

۱۳۔ ابن کثیر، ۳/ ۴۲۸۔

۱۴۔ طبری، جامع البیان، ۲۱/ ۶۷: مروج الذھب، ۱/ ۵۷، زمخشری ۳/ ۲۳۱، ابن کثیر، ۳/ ۴۲۸۔

۱۵۔ اخبار عبید بن شربہ، ۳۶۶، کتاب التیجان، ۷۱، ۷۵

۱۶۔ طبری، ۲۱/ ۶۷، بیضاوی ۲/ ۱۲۱، مروج الذھب، ۱/ ۵۷

۱۷۔ الکشاف، ۳/ ۲۳۱۔

۱۷الف۔ مواہب الرحمٰن تفسیر پارہ ۲۱ صفحہ ۵۹

۱۸۔ ایضاً، ۳/ ۲۳۱، زاد المسیر، ۶/ ۱۶۸، طبری، ۲۱/ ۶۸

۱۹۔ زادالمسیر ،۶/۱۶۸،طبری،۲۱/ ۶۸۔

۲۰۔ ایضاً،۶/ ۱۶۸،

۲۱۔ الکشاف،۳/ ۲۳۱تفسیر ماجدی،۲/ ۸۲۸،مواہب الرحمٰن پارہ۲۱صفحہ۵۹۔

۲۲۔ تفسیر بیضاوی،۲/ ۱۲۱

۲۳۔ ایضاً،۲/ ۱۲۱

۲۴۔ کتاب التیجان،۷۱۔

۲۵۔ تاریخ ارض القرآن،۱۴۵،۱۴۶۔

۲۶۔ حفظ الرحمٰن،قصص القرآن،۳/ ۲۹،۳۰۔

۲۷۔ طبری،۲۱/ ۶۷،زمخشری،۳/ ۲۳۱،ابن کثیر،۳/ ۴۲۸

۲۸۔ زمخشری،۳/ ۲۳۱۔

۲۹۔ اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام،۱۸/ ۱۲۹(دائرہ معارف اسلامیہ)

۳۰۔ کتاب التیجان،۶۹۔

۳۱۔ اخبار عبید بن شریہ،۳۳۱۔۳۳۵۔

۳۲۔ کتاب التیجان،۷۰۔

۳۳۔ ابوعبید،کتاب الامثال،۳۸۶۔

۳۴۔ کتاب التیجان،۷۱۔

۳۵۔ ثعلبی،ثمار القلوب،۳۳۲؛کتاب الامثال،۴۶۲،۴۶۳۔

۳۶۔ ثمار القلوب،۸۱؛میدانی،کتاب الامثال،۱/ ۸۶

۳۷۔ میدانی،کتاب الامثال،۱/ ۱۲۵۔

۳۸۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام،۵/ ۸۱۱

۳۹۔ ایضاً،۵/ ۸۱۲؛تفسیر ماجدی،۲/ ۸۲۸

۴۰۔ انسائیکلوپیڈیا اف بریٹینکا،۲/ ۹۴۹؛تفسیر القاسمی،۱۳/ ۴۷۹۶

۴۱۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام،۵/ ۸۱۱،۸۱۲

۴۲۔ ابوعبید، کتاب الامثال، ۳۸۶؛ المنتظم، ۱/۱۴۴

۴۳۔ الحجرات/۱۳

۴۴۔ البدایۃ والنھایۃ، ۱/۵۱۴

۴۵۔

۴۶۔ تفسیر ابن کثیر، ۳/ ۴۲۷۔

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ انسائیکلو پیڈیا آف بریٹنکا، ۱/۲۶۳

۴۹۔ انسائیکلو پیڈیا آف امیریکانا، ۱/۲۳۳۔

۵۰۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹینکا، ۲/ ۹۴۹

۵۱۔ ۔لقمان حکیم کے زریں اقوال کا ذکر فارسی کے اسلامی ادب میں مولانا روم، شیخ سعدیؒ وغیرہ نے کیا ہے۔ ترکی کا اسلامی ادب بھی ان کے ذکر سے خالی نہیں۔

۵۲۔ ثمار القلوب، ۱۲۵۔

۵۳۔ السیرۃ النبویۃ، ۲/ ۶۷۔۶۸

۵۴۔ ثمار القلوب، ۱۲۵

۵۵۔ یہ تمام اقوال درج ذیل کتابوں سے حاصل کئے گئے ہیں: میدانی، مجمع الامثال ہر دو جلد؛ الثعالبی ثمار القلوب؛ الثعلبی، کی قصص الانبیاء، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم؛ سید امیر علی، مواھب الرحمٰن؛ تفسیر المراغی؛ البدایۃ والنھایۃ۔

اغلباً ان کی نصائح اور زریں اقوال کا بعد میں آنیوالوں نے اپنے اپنے الفاظ میں اظہار کیا۔ اس کی ایک مثال الثعالبی م ۴۲۹ھ کا مختصر رسالہ "الامثال" المسمی بالفرائد والقلائد ہوسکتا ہے۔ اس رسالہ میں ایک ہزار زریں اقوال آٹھ ابواب میں مختلف عنوانات کے تحت درج ہوئے ہیں دیکھیے کتاب الامثال المسمی بالفرائد والقلائد للثعالبی مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبری، مصر۔

فہرست مصادر

القرآن الحکیم:

ابن ہشام (م۲۱۳ھ)، سیرۃ ابن ہشام (السیرۃ النبویۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، (س۔ن)

ایضاً، کتاب التیجان، دائرۃ المعارف الاسلامیۃ، حیدرآباد، دکن ۱۳۴۷ھ

امیر علی سید، مواہب الرحمٰن، مطبع نول کشور لکھنؤ، ۱۹۴۷ء۔

ابن الجوزی (م۵۹۷ھ)، زادالمسیر فی علم التفسیر، دارالکتب العربیہ بیروت ۱۹۹۴ء۔

ایضاً، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، دارالفکر، ۱۹۹۵ء

ابن کثیر (م۷۷۴)، تفسیر القرآن العظیم، دار عالم الکتب، الریاض، ۱۹۹۶ء

ایضاً، البدایۃ والنہایۃ، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۹۹۷ء

ابوعبید قاسم بن سلام (م............ھ)، فصل المقال فی شرح کتاب الامثال لابی عبید الکبیر وھو شرح کتاب الامثال لابی عبید قاسم بن سلام، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۷۱ھ

بیضاوی (م۶۸۲ھ)، انوار التنزیل، مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۵۵ء۔

الثعالبی، عبدالملک بن محمد، (م ۴۲۸ھ) ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب، دار المعارف، مصر۔

ایضاً، کتاب الامثال المسمی بالفرائد والقلائد، دار الکتب العربیۃ، مصر (س۔ن)

الثعلبی، احمد بن محمد بن ابراہیم م ۴۲۷، قصص الانبیاء المسمی بالعرائس، مطبعہ حجازی، قاہرہ۔

حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔

زمخشری م ۵۳۸ھ، الکاشف عن حقائق التنزیل، دار الفکر، بیروت

سید سلیمان ندوی تاریخ ارض القران، دار الاشاعت کراچی، (س۔ن)

طبری، ابن جریر (م ۳۱۱ھ) الجامع لبیان القرآن۔

عبید بن شریۃ۔ اخبار عبید بن شریۃ مع کتاب التیجان، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن، ۱۳۴۶ھ۔

قاسمی، جمال الدین (م ۱۹۱۴ھ) محاسن التاویل، دار احیاء الکتب العربیۃ، ۹۵۹

قرطبی (م ۶۷۱ھ)، الجامع لاحکام القرآن، مؤسسۃ مناھل العرفان

مراغی احمد مصطفیٰ بیروت، تفسیر المراغی، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۸۵ء۔

مسعودی (م ۳۴۶ھ) مروج الذھب، مکتبہ السعادۃ، مصر، ۱۹۵۸ء۔

میدانی، احمد بن محمد (م ۵۱۸ھ)، مجمع الامثال، دار الفکر، بیروت، ۱۹۷۲ء۔

اردو دائرہ معارف اسلامی، دانش گاہ پنجاب۔ لاہور۔

Encyclopaedia of Islam,

Encyclopaedia of Britannica,

Encyclopaedia of Americana, 1987,

Encyclopaedia of Religion and Ethics, edited by James Hastings et alli, New York.